www.khanqah.in

چوں من دیگرے نیست

از: حضرت مولانا حمید اللہ صاحب۔ دامت برکاتہم

قیامت حق ہے: آنحضور بوقت تہجد ایک عظیم دُعا میں فرماتے "والساعۃ حق" یعنی قیامت حق ہے۔ تمام انبیاء علیہم السّلام کا یہ مشترکہ پیغام (Common Message) رہا ہے کہ قیامت آئے گی، پھر اپنے ایمان کے تقاضے کے مطابق جزا و سزا کا قانونِ مکافات کے اثرات مشاہدہ کرے گا، مومن کامل جہنم میں جائے گا نہیں، مومنِ ناقص جہنم میں رہے گا نہیں۔ اِلّا ما شآء اللہ۔ جدید سائنس کے مطابق کائنات میں جو طبعی اور کیمیاوی عمل جاری ہے ایک دِن یہ (law of Entropy) کے تحت اختتام کو پہنچے گا، کائنات (Collapse) ہو جائے گی، سب نیست و نابود ہو جائیں گے، اُس کے بعد کیا ہوگا؟ سائنس ٹیکنالوجی، فلسفہ کوئی بھی یہاں رہبری نہیں کرسکتا، بس علوم انبیاء علیہم السّلام کا مرکز اور سرچشمہ یعنی قرآنِ کریم اور اس کی شرح سنت رسول (ﷺ) میں اس کی تفاصیل (Details) کمی بیشی کے بغیر واضح ہیں، وہ دِن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور بے انتہا ہولناک حالات کا سامنا ہوگا، سایہ عرش گناہوں سے بچنے والوں اور نفس کے ساتھ مخالفت کرنے والوں کیلئے فراہم کیا جائے گا، اُن حضرات کیلئے یہ مدّتِ مدید مدّتِ قلیل میں تبدیل کی جائے گی، انّ اللہ علیٰ کلّ شیٔ قدیر۔ تو اس وقت معلوم ہوگا کہ نماز اور دیگر فرائض اسلام پر قائم رہنے والوں کو بے شمار رحمتوں سے ڈھانپ لیا جائے گا، حسرت والے حسرتوں میں موت پر موت مریں گے، اُن کا پُرسانِ حال نہیں ہوگا، اور وہ بے چینی اور سختی بے ایمانوں کیلئے دائمی ہوگی، عیاذاً باللہ۔ بعض آثار میں آیا ہے کہ نیکوں کیلئے ایسا محسوس ہوگا جیسا کہ ایک نماز سے فارغ ہو کر مومن دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہو، اُس دِن سب لوگ ننگے ہوں گے مگر حادثۂ قیامت اتنا شدید ہوگا کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ بچے میں جب ہی شعور آجائے تو اُسے اللہ اور رسول (ﷺ) اور دین کی موٹی موٹی باتیں بتانا شروع کرنا چاہیے، ایمان اس کیلئے فرض ہے، شعور سے ہی ایمان کی فرضیت قائم ہو جاتی ہے، اور نماز سات سال کی عمر میں سکھانا شروع کرنا چاہیے، اور دس سال کے بعد اگر نہ پڑھے تو اس کو پیٹنا چاہیے۔ (مفہوم حدیث)

سادے کھانے کا بھی اَدب کرنا چاہیے: جامع المجددؒ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے (صالح علماء اور مومنین کی زیارت کرنی ہی چاہیے) ایک موقع پر بے تکلفی کی وجہ سے ماحضر پیش کیا گیا، تو انہوں نے پوچھا، کھانا کیا ہے؟ حضرت تھانویؒ نے جواب میں فرمایا: روٹی اور ارہر کی دال ہے، فرمایا الحمدللہ بہت اچھا کھانا ہے۔ ہمارے گھروں میں بہت سی نعمتیں ہوتی ہیں اور پھر بھی اللہ پاک کا شکر نہیں کرتے، وجہ یہی ہے کہ ہم دینی تربیت سے اور اللہ کی معرفت و محبت سے دُور ہیں، ایک منٹ کیلئے سوچو تو سہی، اگر ہزاروں سائنسدان جمع ہوں تو ایک برگ ساگ کا بھی پیدا نہیں کرسکتے، کشمیر کی نعمتیں عجیب و غریب ہیں، مگر یہاں کے لوگ بھی عجیب و غریب ہیں۔ ھدانا اللہ اجمعین۔ اس طرح انہوں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تربیت دے دی کہ اس چھوٹی نعمت کا بھی اللہ پاک کا شکر کرنا چاہیے، اسلئے نعمت کھانے سے پہلے بسم اللہ وعلیٰ برکۃ اللہ اور نعمت ختم کر کے الحمد للہ الّذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین پڑھا کریں۔ تاکہ اللہ پاک کا ہر حال میں شکر بجالایا جائے۔

نفس کے ساتھ مجاہدہ ضروری ہے: نفس جب نافرمانی پر اُتر آئے تو اُس وقت اُس کی سخت روک تھام کی ضرورت ہے، ورنہ آگے وہ شیر ہوگا، پھر مقابلہ نہیں ہوسکتا ہے، اوّل وہلے ہی میں اُسے دبانا چاہیے اسی میں کامیابی رکھی ہوئی ہے، اُس وقت وظیفہ پڑھنے سے کام نہیں بنے گا، ہاں زجر کیلئے متعلقہ آیات بہت مفید ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو بھوک لگے، تو کچھ کلمات پڑھنے سے بھوک سے تسکین نہیں ہوگی، اللہ کا قانون اُس وقت یہی ہے کہ کھانا کھایا جائے ایسے ہی اُس وقت نفس کو دبانا قانونِ الٰہی ہے۔

اُس کا شکوہ کسی سے ہے بے کار ۔۔۔ اپنے ہاتھوں جو لے کلہاڑی مار
اُس کی اصلاح ہے سخت دُشوار ۔۔۔ اپنے نفس پر جو ذرا نہ ڈالے بار (مجذوبؒ)

باہر آپ لوگ گئے ہوں گے، وہاں نیم کا درخت ہوتا ہے اور وہ بہت کڑوا ہوتا ہے، سانپ کا ڈسا ہوا (مارگزیدہ) شخص اگر نیم کے پتے چبائے، تو وہ اس کو میٹھا لگیں گے، دراصل اُس شخص کی طبیعت خراب ہو چکی ہے، اسی طرح ہم لوگ گناہوں میں لذت پاتے ہیں، حالانکہ جن لوگوں کا ایمان ٹھیک ہوتا ہے، اُنہیں گناہوں سے اُلجھنیں اور پریشانیاں ہوتی ہیں، اور بگڑا ہوا نفس گناہوں میں لذت محسوس کرتا ہے، یہ دلیل ہے کہ اُس کی طبیعت مسخ ہو چکی ہوتی ہے، اللہ رحم فرمائے۔

اسی طرح بدنظری کرنے والا آج بدنظری کرے گا تو دوسرے دِن دوبارہ کرے گا، اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے شخص اللہ پاک کی شرارت کا سزاوار ہوتا ہے کہ لوگوں کو پتہ تک نہیں چلتا، اسی طرح گناہ قسم قسم کے ہوتے ہیں، اور............ جو نہ بچے اس سے نہ بچایا جائے گا، یوسف کا قصہ قرآن پاک کا حصہ کیوں بنا؟ صرف ہماری ہدایت کیلئے۔ زلیخا نے تمام دروازے بند کئے، یوسف علیہ السّلام نے سوچا کہ جو مجھے کرنا چاہتے وہ مجھے کرنا چاہیے اور وہ دور کر چلے اور اللہ پاک کا کرم کرتا............

شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے ایک شاگرد کا واقعہ ہوا، شہر سرینگر میں ایک شخص گاڑی چلا رہا تھا کہ ایک عورت نے ہاتھ دے کر روکا اور کچھ آگے چل کر کہنے لگی کہ مجھے ایک ہزار روپیہ دے دو میں تجھ پر تہمت لگا دوں گی، اور یہ حال ہے ہمارے شہر کا، پھر جب یہ شاگرد ایک راستے سے گزر رہا تھا کہ ایک عورت نے اس کو اپنے گھر بلایا اور اس نے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بند کیا، اور شاہ صاحب کے شاگرد نے اس عورت سے بیت الخلاء جانے کی اجازت مانگی۔ اور وہ بیت الخلاء سے واپس آیا اور اس نے بیت الخلاء سے اپنے کپڑوں میں بھی لگا دی، اور جب واپس کمرے کی طرف آیا، تو اس عورت نے بدبو سونگ کر یہ شخص جلد ہی اپنے کمرے سے باہر نکالا۔ اور اس طرح اس شاہ صاحب کے شاگرد نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا، جب وہ شاہ عبد العزیزؒ کے درس میں شامل ہوئے، تو شاہ صاحب نے محسوس کیا، کہ آج تک یہ خوشبو میں سونگھا نہیں ہوں اور بعد میں یہ راز اس شاگرد نے شاہ صاحب کے پاس اظہار کیا، دُنیا بہت دھوکے باز ہے۔ یہاں کے غیر مسلم بھی پگڑی پہنتے تھے، جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے سر پر ایک دستار باندھا ہوا تھا ہر ایک شخص یہ دستار اس شخص سے چھین کر اپنے سر پر باندھنا چاہتا تھا، ایک دِن ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے دوڑا اور وہ شخص جب تھکا اور گرا اور دستار بھی اس کے سر سے گرا اور اس میں سے کپڑے کے پرانے ٹکڑے نکلے اور دوڑنے والے شخص نے جب یہ دیکھا تو بہت پچھتایا، کہ آخر یہ کیا چیز ہے؟ یہی ہے دُنیا۔

حضرت مولانا اختر دامت برکاتہم نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص ہر روز بدنظری کرتا تھا اور جب اس کا آخری وقت آیا تو اس کے پاس بیٹھے لوگ تلقین کرنے لگے کہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ مگر یہ شخص کہنے لگا، کہ میری زبان یہ کلمات بہت بھاری لگتے ہیں اور میں کہہ نہیں سکتا ہوں، اگر آپ کو اپنے جسموں کو تعفن سے بچانا ہو، تو ظاہری باطنی گناہوں سے بچنا ہوگا، ایک شخص جو تہجد کا سخت پابند تھا اور ایک دن جب اس سے تہجد چھوٹا اور دن میں اس شخص نے زار و قطار رویا، اور پھر دوسرے دن ایک شخص آیا اور اس کو تہجد پڑھنے کیلئے اُٹھایا اور اسنے کہا آپ کون ہیں؟ یہ دراصل ابلیس تھا، جو اس شخص کو اچھے درجات پر نہیں جانے دیتا، جو اپنی آزادی ختم کر کے اپنے کو دوسرے کے حوالے کر دے، یہی ہے اپنے لئے اچھا، ڈھونڈنا خام اینٹ کی مثال دیکھو، اگر بھٹی میں نہ جائے، چلہ نہ کاٹے تو اس قسم کے پختہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے، اس نے کچھ قربانی دی ہے، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو منکشف ہوا کہ وہ مسلمان بدبخت ہے اور مجدد نے اللہ پاک سے دُعا کی کہ اے اللہ! اس مسلمان کی بدبختی دور کر، اور اللہ پاک نے اس کی دور کر دی۔ ہمارے اندر Igo رچا بسا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں

چوں من دیگرے نیست

میں جوں ہوں تو میرسوا اور کون ہے؟ اپنے کو جو دوسرے کے حوالے کر دے اپنی آزادی ختم کر کے دوسرے کے احکام کے تحت رہے آزاد ہونا حیوان کا کام ہے، لہٰذا چاہیے کہ کسی دیندار عالم باعمل کے ساتھ اپنے کو جوڑ کر رکھیں۔ اور بعد میں باطنی علوم بھی اس شخص پر منکشف ہوتے ہیں۔ ہر مرد و زن کو چاہیے کہ وہ غضِ بصر کا پوری طرح اہتمام کریں، بعض دفعہ ہم کسی گھر کی طرف جھانک کر دیکھتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے گھر میں نہیں ہے یہ بھی بدنظری ہے، کیونکہ ہم آپ کو خواہ مخواہ کی تنگیوں میں ڈالدیں گے۔ حضرت علیؓ سے ایک شخص نے پوچھا تقدیر کیا ہے؟ اور آپؓ نے فرمایا کہ ایک ہاتھ باز اُٹھالو، پھر دوسرا بازو، پھر ایک ٹانگ، جب یہ اُٹھالئے، اور فرمایا کہ اب یہ دوسری ٹانگ اُٹھا، اور یہ شخص کہنے لگے حضرتؓ اب گرنے کا خطرہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اسی طرح تین حصہ آپ کے اختیار میں اور ایک حصہ غیر اختیاری ہے۔

ضرورت کے وقت کسی غیر محرم کے ساتھ بات کرنا جائز ہے، مگر جائز بات ہی، اور وہ بھی نظر جھکا کر، بقدرِ ضرورت بات نظر جھکا کر کرنا جائز ہے، اللہ پاک جانتا ہے دل کے حال اور چھپے ہوئے دل کے حالات کو پوری طرح جانتا ہے، لہٰذا بدنظری سے ہر مومن مرد اور عورت اپنے کو پوری طرح بچائیے، آخر میں حضرت والا کی رقت آمیز دُعا سے مجلس برخواست ہوئی۔